سکول و کالج ہی کیوں دینی مدارس کیوں نہیں ؟

لمحہ فکریہ

لاریب علم انسان کا زیور ہے اس سے آراستہ و پیراستہ ہونا ضروری و لازم ہے کیونکہ "طلب العلم فریضہ" اس کے بغیر انسان نہ دین سمجھ سکتا ہے نہ دنیا۔ جس علم کی فضیلت و منقبت قرآن و حدیث میں مذکور ہے اس سے قرآن و حدیث کا علم ہی مقصود ہے

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"۔ اللہ سے کما حقہ صرف علما ہی ڈرتے ہیں۔

"فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم"۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنی پر۔

"العلماء ورثۃ الانبیاء"۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں

دور حاضر میں بھی لفظ علماء کا اطلاق قرآن و حدیث کے علماء و فضلاء پر ہی ہوتا ہے دوسروں پر نہیں۔ فزکس کے ماسٹر، کیمسٹری کے ماہر اور میتھمیٹکس کے فاضل کو عالم نہیں کہتے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے یہی بات کہی ہے "العلم ما قال اللہ وقال الرسول "علم قرآن و حدیث کا نام ہے

لیکن افسوس کے آج ہم نے اصل علم کو نظر انداز کر دیا ہے ہماری تمام تر توجہ دنیاوی علم کے حصول کی طرف مرکوز ہے۔ جس کا انجام لاعلمی، جہالت، بے راہروی اور دین سے دوری پر منتج ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ فتنہ و فساد، فسق و فجور اور شر و عصیاں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ اگرچہ موجودہ دور میں عصری

تعلیم کی اہمیت بھی مسلم ہے لیکن اس کی حیثیت ثانوی ہونی چاہیئے اولین اور مقصود بالذات دینی تعلیم ہونی چاہیئے۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو بڑے بڑے دینی مدارس ایک نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں دینی و دنیاوی دونوں علوم کا حسین امتزاج ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک۔ ایف اے۔ بی اے کی تیاری کا بھی حوصلہ افزاء انتظام ہے جب کہ سکول و کالج میں صرف دنیاوی تعلیم ہی دی جاتی ہے اور دینی تعلیم برائے نام ہوتی ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

جو والدین اپنی اولاد کو میٹرک۔ ایف اے۔ بی اے کی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے سکولوں اور کالجوں میں ریگولر داخل کرواتے ہیں ان کی خدمت اقدس میں مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ایسے مدارس و جامعات میں داخل کروائیں جہاں دونوں علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے

۱۔ کالجوں اور یونیوسٹیوں میں پھلنے اور پھولنے والے کلاشنکوف کلچر اور دیگر شر و فساد سے اولاد محفوظ رہے گی۔

۲۔ علم دین کی لازوال نعمت کی سعادت سے اولاد بہرہ ور ہوگی۔

۳۔ اولاد کی تربیت کے مسئلہ میں عند اللہ سرخروئی حاصل ہوگی۔

۴۔ اولاد صدقہ جاریہ بنے گی کیونکہ حدیث میں ہے نیک اولاد کی دعا مرنے کے بعد بھی والدین کے درجات کی بلندی اور رفعت کا سبب بنتی رہتی ہے۔ "ولد صالح یدعولہ"

۵۔ دنیاوی تعلیم بھی حاصل ہوگی۔

۶۔ کالجوں یونیورسٹیوں میں تعلیم پڑھنے والے مصارف سے نجات حاصل ہوگی۔

۷۔ گھریلو ماحول نیک ہوگا۔ وغیرہ

والدین سے مخلصانہ گزارش

جو والدین اپنی اولاد کو میٹرک ایف اے اور بی اے بھی کروانا چاہتے ہیں وہ اپنی اولاد کو مدارس و جامعات میں کیوں نہیں بھیجتے جہاں ان کا مقصود و مطلوب مفت حاصل ہوگا اور دینی تعلیم کی نعمت اس پر مستزاد ہوگی۔ کیا صرف اس لئے نہیں بھیجتے کہ کہیں دینی تعلیم سے واسطہ و پالا نہ پڑ جائے؟ کہیں یہ دینی تعلیم، قرآن و حدیث اور شرعی تہذیب سے عناد، عداوت، نفرت اور بغض کا نتیجہ تو نہیں۔

"اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابه"

آخر میں مدارس و جامعات کے اصحاب بسط و کشاد سے بھی گذارش ہے کہ وہ نظام تعلیم کو مزید مؤثر اور منظم کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ قوم کے نونہال گوہرِ مقصود کو باآسانی و بطریق احسن حاصل کر سکیں۔ کتنے ہی طلبہ مدارس و جامعات کے نقص نظم و نسق اور نامکمل و ناتمام انتظامات کی بدولت دولتِ علم سے محروم رہ جاتے ہیں بالخصوص خوش حال و آسودہ حال اداروں میں یہ شکایت تکلیف دہ ہے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

بقیہ: صدقۃ الفطر

مصارف ہیں ان پر تھوڑا تھوڑا تقسیم نہ کرتے تھے۔ اس بات کا آپ نے کوئی حکم نہیں دیا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی صحابی سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۱۵۱)

"طعمۃ للمساکین" کا تقاضا بھی یہی ہے کہ فطرانہ صرف غرباء اور مساکین پر خرچ ہونا چاہیئے اس لئے اسے صرف مقامی فقراء پر تقسیم کیا جائے اگر ان کی ضرورت سے فاضل رہے تو دوسرے شہر بھیجا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)